ہے''۔ جمالی صاحب کے اس فرمان کے خلاف بھرپور احتجاج انھی بنگالی اسکالروں کی جانب سے ہوا، جن کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے۔

بنگلہ دیش مسلم لیگ کے صدر گوہر علی نے جمالی صاحب کے نقطۂ نظر کو رد کرتے ہوئے کہا کہ: ''دوقومی نظریہ اپنی پوری آب و تاب اور قوت کے ساتھ موجود ہے''۔ بنگلہ دیش کے پروفیسر ایم ٹی حسین نے کہا: ''بھارت نے اکھنڈ بھارت کے لیے کوششیں کیں، لیکن بنگالی مسلمانوں نے بھارت کا یہ خواب پورا نہیں ہونے دیا، جس کا مطلب یہ ہے کہ دوقومی نظریہ زندہ ہے''۔ اسی طرح ڈھاکا سے اشرف چودھری اور ڈاکٹر عبدالرحیم نے بھی جمالی صاحب کی گفتگو کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے کہا تھا: ''اگر دوقومی نظریہ ختم ہوجاتا تو بنگلہ دیش واپس بھارت کا حصّہ بن جاتا۔ مگر قائداعظم کی قیادت میں مشرقی بنگال کے وجود کا ایک انچ بھی بھارت کے قبضے میں نہیں جاسکا۔ جب تک اسلام باقی ہے، دوقومی نظریہ باقی رہے گا''۔

قابلِ فکر بات یہ ہے کہ مذکورہ کانفرنس میں ایک روز قبل قائداعظمؒ یونی ورسٹی کی ایک پروفیسر صاحبہ نے اپنے مقالے میں جب یہ کہا: ''قائداعظمؒ سیکولر پاکستان چاہتے تھے'' تو اُن کے اس 'انکشاف' کے خلاف بھی احتجاج وہاں موجود بنگلہ دیش کے مندوبین نے کیا تھا اور پھر جب ہمارے سینیٹ کے ڈپٹی چیئرمین جان محمد جمالی نے 'دوقومی نظریے کی وفات' کی خبر سنائی، تو اس پر بھی احتجاج بنگلہ دیش کے مندوبین نے ہی کیا، جب کہ پاکستانی اسکالر اور یہاں کے مسلم لیگی حضرات خاموش تماشائی بنے بیٹھے رہے۔ شاید اس لیے کہ ان کی کمٹ منٹ نظریۂ ضرورت سے تھی، نہ کہ دوقومی نظریے سے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ بھارتی مداخلت اور حملے کے نتیجے میں علیحدگی کے باوجود، عوامی لیگ کی غلامی سے آزاد بنگالی دانش وروں اور سیاست دانوں کی قائداعظمؒ سے عقیدت، ذہنی و نظریاتی لگاؤ اور دوقومی نظریے سے کمٹ منٹ، پاکستانی حضرات سے زیادہ مضبوط اور واضح ہے۔

اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔ (اٰلِ عمران ۳:۱۳۲)

اپنا تعلق رسول اللہ ﷺ سے جوڑنے کے لیے ═ ہماری یہ کتابیں مشعلِ راہ ہیں

احادیث قدسیہ | رسول اللہ ﷺ کی وصیتیں | سیرت ﷺ کا پیغام | سیرت ﷺ کے تقاضے

درود اُن ﷺ پر، سلام اُن ﷺ پر | رسول اللہ ﷺ کا معیارِ زندگی | فرزندِ حرم: امام شافعیؒ کے علمی سفر

چند تصویریں: سیرت ﷺ کے البم سے | جنت کا سفر | کلامِ نبوی ﷺ کی صحبت میں | چالیس احادیث

کلامِ نبوی ﷺ کی کرنیں | سیرتِ پاک ﷺ کا تاریخی کردار | چہل احادیث [باہمی حقوق اور اخوت پر]

علامہ اقبال اور میرِ حجاز | اُمتِ محمدی ﷺ کا عالمی مشن | خطباتِ رسول ﷺ | توہینِ رسالت ﷺ کا مقدمہ

حُبِ رسول ﷺ اور اس کے تقاضے | تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ اور ہماری ذمہ داری | محمد ﷺ

Images | The Message of Muhammad | Who is MUHAMMAD?

سیرتِ مُحمدی ﷺ دُعاؤں کے آئینے میں | ناموسِ رسالت ﷺ پر کروسیڈی حملے اور اُمتِ مسلمہ کی ذمہ داری | مغرب اور اسلام میں کش مکش فیصلہ کن مسئلہ: نبوتِ محمدی ﷺ

خرم مُراد کے ۲۱ دروسِ حدیث — روز مرہ زندگی میں رسول اللہ ﷺ کی رہنمائی دوسروں تک پہنچائیں — تزکیے کے لیے بہترین تاثیر میں تیر بہ ہدف

قیمت ۲۳۰ روپے

منشورات

8-E، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور۔ 54790 — 042-35252210-11

0332-003 4909, 0320-543 4909 — manshurat@gmail.com

بہترین کتب

ڈاکٹر محمود احمد غازی

محاضراتِ قرآنی	500/-
محاضراتِ سیرت ﷺ	750/-
محاضراتِ حدیث	600/-
محاضراتِ فقہ	600/-
محاضراتِ شریعت	600/-
محاضراتِ معیشت و تجارت	600/-

پروفیسر قلب بشیر خاور بٹ

فہم القرآن	250/-
نماز...... ایک راز و نیاز	225/-
عصری اجتہادی مسائل (سیّد مودودی کا موقف و منہج)	500/-

مجموعہ قوانینِ اسلام ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن (دس جلدیں مکمل)	7240/-
فقہ السنہ (محمد عاصم الحداد)	500/-
سفرنامہ ارض القرآن (رنگین)	750/-
بیت اللہ کعبہ شریف (نسیم احمد بن حاجی کرم دین) قدیم حرم شریف کی عہد بہ عہد توسیع اور تعمیر (سائز 20x30)	2500/-
حجاز ریلوے عثمانی ترک اور شریف مکہ	350/-

نعیم صدیقی

محسنِ انسانیت ﷺ	520/-
سیدِ انسانیت ﷺ	150/-
رسول ﷺ اور سنتِ رسول ﷺ	210/-
نور کی ندیاں رواں (نعتیہ کلام)	60/-
تحریکی شعور	250/-
افشاں (نظموں کا مجموعہ)	180/-
شعلہ خیال بہ اضافہ شعاعِ روزن	75/-
اقبال کا شعلہ نوا	200/-
شعاعِ جمال (غزلیں)	180/-
عورت معرضِ کشمکش میں	250/-
معرکہ دین و سیاست	120/-
انوار و آثار	120/-
تعلیم کا تہذیبی نظریہ	500/-
ٹھنڈی آگ (افسانے)	250/-
تعمیرِ سیرت کے لوازم	21/-
اپنی اصلاح آپ	21/-
بیمہ زندگی	18/-
وہ سورج بن کر ابھرے گا	150/-

الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور

Phone : 042-37230777 & 37231387
www : alfaisalpublisher.com
e.mail : alfaisalpublisher@yahoo.com

بنگلہ دیش میں ظلم کا راج

سلیم منصور خالد

دنیا نے ظلم پر آنکھیں بند کر رکھی ہیں اور ظالم، ظلم کی آخری حدوں کو چھونے کا کھیل پوری شدت سے جاری رکھے ہوئے ہے۔ آج کے بنگلہ دیش کا ہر دن ظلم کی نئی داستان لیے طلوع ہوتا ہے۔ یوں تو اُس سرزمین پر برپا ظلم کی ان داستانوں کے کئی عنوان ہیں، تاہم یہاں چند پہلو پیش کیے جا رہے ہیں:

جیل میں یوسف علی کی رحلت

۱۸ر نومبر کو جماعت اسلامی جمال پور کے ۸۵ سالہ بزرگ رہنما ایس ایم یوسف علی، قید کے دوران ڈھاکا میڈیکل کالج میں انتقال کر گئے۔ یاد رہے کہ چند ماہ قبل انھیں بنگلہ دیشی ٹریبونل نے 'موت تک قید' کی سزا سنائی تھی۔

مرحوم یوسف علی ۱۹۷۰ء میں جماعت اسلامی کے جمال پور سے قومی اسمبلی کے لیے اُمیدوار تھے۔ اُن دنوں وہ سنگھ جانی باہمکھی ہائی اسکول جمال پور میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ ۱۹۷۱ء میں سقوطِ مشرقی پاکستان کے بعد بھی وہ مسلسل اسی اسکول میں تعلیمی و تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ اس پورے زمانے میں ان کے خلاف کبھی کوئی فوجداری یا جنگی جرم کی نہ کوئی بات سنی گئی اور نہ کسی نے ان پر الزام لگایا اور نہ کہیں کوئی معمولی درجے کا مقدمہ ہی درج کیا گیا۔

۲۰۱۳ء میں یوسف علی صاحب کو ۸۲ سال کی عمر میں ایک روز انھیں اچانک قید کر کے ڈھاکا سنٹرل جیل میں ڈال دیا گیا اور پھر خانہ زاد مقدمے کے تحت پہلے جنگی ملزم بنایا اور ۲۰۱۶ء میں جنگی مجرم قرار دے کر عمر بھر کے لیے قید کی سزا سنا دی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں ظالموں کی قید سے رہائی دلا دی، انا للّٰہ وانا الیہ رٰجعون۔

اس سے ٹھیک ۲۴ روز قبل اسی طرح کا ایک اور افسوس ناک واقعہ یہ رُونما ہوا کہ ۲۵/اکتوبر ۲۰۱۶ء کو مسلم لیگ کے ۸۵ سالہ سلیمان مُلّا اور اسلامی جمعیت طلبہ کے ۶۵ سالہ ادریس علی کے خلاف متنازعہ ٹربیونل میں مقدمہ آخری مرحلے میں داخل ہوا۔ ۲۶/اکتوبر کو سماعت شروع ہوئی تو سرکاری وکیل نے ٹربیونل کو آگاہ کیا: ''مسلم لیگ شریعت پور سے تعلق رکھنے والے امن کمیٹی سے وابستہ ملزم سلیمان مُلّا کا گذشتہ رات جیل میں انتقال ہوگیا ہے۔ جس پر ٹربیونل نے یکم نومبر تک مقدمے کی سماعت ملتوی کردی'' ۔ (ڈیلی اسٹار، ۲۷/اکتوبر)

اس سے پیش تر بھی بنگلہ دیش کی قاتل حکومت اور سفاک عدالت کے ہاتھوں تین اور رہنما اسی طرح موت کی آغوش میں چلے گئے، جن میں:

بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی کے ۸۵ سالہ بزرگ رہنما عبدالعلیم خان کو ۹/اکتوبر ۲۰۱۳ء کو 'موت تک قید' کی سزا سنائی گئی تھی، وہ پھیپھڑوں کے کینسر کے مریض تھے۔ اسی مرض میں قید کے دوران ۲۹/اگست ۲۰۱۴ء کو انتقال کر گئے۔

جماعت اسلامی کے بزرگ رہنما اے کے ایم یوسف (پ: ۱۹ مارچ ۱۹۲۶ء) کو قید کے دوران مذکورہ ٹربیونل نے 'موت تک قید' کی سزا سنائی۔ انھوں نے ۸۷ برس کی عمر میں جیل ہی میں ۲ فروری ۲۰۱۴ء کو رحلت فرمائی۔

جماعت اسلامی کے سابق امیر اور عالم اسلام کے مایہ ناز فرزند پروفیسر غلام اعظم (پ: ۷ نومبر ۱۹۲۲ء) کو اس ٹربیونل نے ۱۵ جولائی ۲۰۱۳ء کے روز 'موت تک سزاے قید' سنائی تھی۔ پروفیسر صاحب نے ۲۳/اکتوبر ۲۰۱۴ء کو ۹۱ برس کی عمر میں دورانِ اسیری انتقال فرمایا۔

دوسری طرف ۲۶/اکتوبر کو بنگلہ دیشی فورسز اور پولیس نے بہیمانہ کارروائی کر کے ضلع جھیناہدہ سے جماعت اسلامی اور اسلامی چھاترو شبر کے سات کارکنوں کو شہید کردیا۔ اس طرح گذشتہ چار ماہ کے دوران اسی ضلع سے تحریکِ اسلامی کے ۱۴ کارکنوں کو قتل کیا گیا ہے۔ ('BD جماعت'، ۲۷/اکتوبر ۲۰۱۶ء)

نو منتخب امیر جماعت کے خلاف مہم

۱۷/اکتوبر ۲۰۱۶ء کو خفیہ بیلٹ کے ذریعے جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے ۴۰ ہزار ارکان

نے جناب مقبول احمد کو امیر جماعت منتخب کیا۔ مقبول احمد، فینی کے ایک معروف مقامی اسکول میں بطورِ استاد ذمہ داریاں ادا کر چکے ہیں۔ اُن کے بارے میں والدین، بچوں اور اساتذہ کی رائے ہے کہ وہ ایک شریف النفس انسان، متوازن، مشفق عالم اور سراپا معلم ہیں۔ جب امیر جماعت مطیع الرحمٰن نظامی کو حکومت نے قید کر دیا تو جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ نے انھیں چھے برس (۲۰۱۱ء-۲۰۱۶ء) تک بنگلہ دیش جماعت اسلامی کا قائم مقام امیر جماعت مقرر کیا۔

مقبول احمد صاحب جیسے ہی امیر جماعت منتخب ہوئے تو اگلے ہی روز انٹرنیٹ پر کسی نے یہ جملہ اُچھالا: ''مقبول احمد بھی جنگی مجرم ہیں''۔ پھر رفتہ رفتہ سوشل میڈیا پر جعلی کہانیوں اور جھوٹے الزامات کی ایک طوفانی مہم برپا کر دی گئی اور انھیں 'جنگی جرائم' میں گھیرنے کے لیے دائرہ تنگ کیا جانے لگا، حالانکہ ۱۹۷۱ء میں وہ جماعت کے کوئی نمایاں فرد نہیں تھے۔

دل چسپ بات یہ ہے کہ قائم مقام امارت کے پورے چھے برس ہی میں نہیں بلکہ اُس سے پہلے ۱۹۷۱ء سے ۲۰۱۱ء تک مقبول صاحب کو کبھی کسی فوجداری الزام کا سزاوار قرار نہ دیا گیا۔

چونکہ یہ سب کام اس منصوبے کے تحت کیا جا رہا ہے کہ جماعت اسلامی کو کسی بھی اعتبار سے قدم جمانے نہ دیے جائیں۔ اس لیے مقبول احمد صاحب کے امیر جماعت منتخب ہونے کے ۲۲ویں روز 'جنگی جرائم کی نام نہاد عدالت' کے اسسٹنٹ ڈائرکٹر نورالاسلام نے ضلع فینی کا دورہ شروع کیا۔ یہاں پر جماعت کے مخالف اخبار کی یہ رپورٹ حقیقت کو بے نقاب کرتی ہے: ''نورالاسلام نے منگل کی سہ پہر سرکٹ ہاؤس پہنچ کر جماعت اسلامی کے امیر مقبول احمد کے خلاف ۱۹۷۱ء کے جنگی جرائم کی تلاش کا آغاز کیا'' (ڈھاکا ٹربیون، ۸ نومبر ۲۰۱۶ء)۔

پھر عوامی لیگی لیڈر میر عبدالحنان نے پریس کانفرنس سے خطاب میں اعلان کیا: ''ہم مقبول احمد کے خلاف شواہد اکٹھے کر رہے ہیں اور اس کے لیے انٹرنیٹ، اخبارات پر گردش کرنے والی رپورٹوں کو بنیاد بنا رہے ہیں'' (ڈھاکا ٹربیون، ۱۵ نومبر ۲۰۱۶ء)۔ سوال یہ ہے کہ اگر اُن پر واقعی ایک نہیں بلکہ ۱۰ ہندوؤں کو قتل کرنے کا الزام تھا، تو اس جنگی جرم کے خلاف ۴۶ برس تک کیوں کسی نے آواز نہ اُٹھائی؟ کس فائل میں یہ کیس دبا ہوا تھا، کہ اس کی تلاش کا آغاز پانچویں عشرے میں کیا جا رہا ہے؟ مقتولین کے کسی وارث نے کیوں ۴۶ برس تک کہیں کوئی رپورٹ درج نہیں کرائی؟

ان سوالوں کا جواب دینے کے بجاے سوشل میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا پر مسلسل یہی پروپیگنڈا کر کے جماعت کی قیادت کو دباؤ میں لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جنگی جرائم کے مقدمات میں عالمی شہرت کے حامل قانون دان بیرسٹر ٹوبی کیڈمین کا یہ بیان قابلِ توجہ ہے: ''بنگلہ دیش میں جنگی جرائم کے ٹریبونل اپنے قیام کے پہلے روز سے سیاسی انتقام اور عدل و انصاف کے قتل کی آماج گاہ بنے ہوئے ہیں۔ گذشتہ مہینے بنگلہ دیشی وزیرخارجہ محمد شہریار عالم نے اسٹیٹس پارٹیز کی ۱۵ویں اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا: ''اب ہمیں جنگی جرائم کے لیے عالمی سطح پر عدالت لگانے کے لیے ماضی کا رواج ترک کر دینا چاہیے، اور ملکی سطح پر ہی ایسے مقدمات چلانے کے رواج کو فروغ دینا چاہیے''۔ یہ بیان عالمی انصاف اور عدالتی روح سے متصادم ہی نہیں بلکہ بنگلہ دیشی حکومت کی بدنیتی آشکارا کرنے کے لیے کافی ہے۔ اسی دوران میں بنگلہ دیشی حکومت کی انتقامی سوچ نے جماعت اسلامی کے نومنتخب امیر مقبول احمد کو بے بنیاد الزامات اور مقدمات کے گرداب میں پھنسانے کا عمل شروع کر دیا۔ وہ ہے بنگلہ دیش کہ جہاں ایک گھناؤنے عدالتی ڈرامے میں انصاف کا قتل اور جماعت اسلامی سے انتقام ہر قیمت پر''۔ (ہوفنگسٹن پوسٹ، ۲۲ نومبر ۲۰۱۶ء)

چند پہلو یہ بھی ملاحظہ کیجیے:

● بھارت ویسے تو بنگلہ دیشی شہریوں کے بھارت میں داخلے کے لیے نہایت سخت پابندیاں لگائے ہوئے ہے، لیکن اس ریاست کو اپنے کنٹرول میں رکھنے کے لیے طویل المیعاد منصوبے پر عمل پیرا بھی ہے، جس کا نمایاں محاذ وہاں کی پڑھی لکھی قوت کو اپنے ہاتھ میں رکھنا ہے۔ مثال کے طور پر: ''ڈھاکا میں بھارتی ہائی کمشنر نے بنگلہ دیش سے کم از کم ۱۸ سال کی عمر کے اُن تمام طالب علموں کو، جو بھارتی یونی ورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں، جملہ پابندیوں اور ویزے کی رسمیات سے مستثنیٰ قرار دیتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ: ''بنگلہ دیشی طالب علم درخواست دیں تو انھیں فوراً بھارتی ویزا جاری کر دیا جائے گا''۔ (ڈیلی اسٹار، ۱۹/اکتوبر)

یہ چیز بھارت کے سیاسی عزائم اور مستقبل بینی کی دلیل ہے، جس میں عالمِ اسلام اور خود پاکستان کے لیے سبق موجود ہے کہ وہ اپنی یونی ورسٹیوں میں بنگلہ دیشی طالب علموں کے لیے